عصر حاضر میں قواعد فقہیہ کی افادیت

(ایک تحقیقی واطلاقی مطالعہ)

Qawaid e Fiqhiyyah and its importance in the modern times
(A conceptual study)

***Dr Zia ur Rahman*[1]**
***Dr Naveed Altaf Khan*[2]**

The knowledge of Usul Al-Fiqh, Al-Qawaid Al-Fiqhiyyah and Al-Dawabit Al-Fiqhiyyah holds great importance in Shariah (Islamic Law). The stronger the reach of these two, the more mature will be the understanding of Shariah.
In the beginning, this knowledge went hand in hand with Jurisprudence, but then for a long time this knowledge remained neglected and was replaced by the philosophy of Jurisprudence. But in modern times, this knowledge has regained its attention and permanent books and even encyclopaedias have been written on it. At the same time, it is a part of the curriculum at university levels. But the biggest confusion is: What is the difference among these there terms: Al-Qawiad Al- Usuliyyah, Al-Qawaid Al-Fiqhiyyah and Al-Dawabit Al- Fiqhiyyah?
If the knowledge of Al-Qawaid Al-Fiqhiyyah and Al-Dawabit Al- Fiqhiyyah is related with Fiqh (Islamic Law) then there is a need to induce and compile the most important Qawaid and Dawabit of different fields of fiqh so that a student can easily introduce all the fields of Fiqh on a solid basis in the form of leading Ahka and then come forward and try his academic fortune in any field of Fiqh.
This study will discuss the correct concept of Al-Qawaid Al-Fiqhiyyah and Al-Dawabit Al- Fiqhiyyah, its usefulness, its validity, its original place in Islamic Law and its effective methodology in modern times.
Keywords: Concept, Al-Qawaid Al-Fiqhiyyah, Al-Dawabit Al- Fiqhiyyah, Jurisprudence

مقدمہ

فقہ اسلامی میں اصول الفقہ اور قواعد اور ضوابط فقہیہ کی بڑی اہمیت ہے۔ان پر جتنی دسترس مضبوط ہو گی اتنا ہی فہم فقہ میں پختگی نصیب ہو گی۔

قواعد و ضوابط فقہیہ کا علم فقہ اسلامی میں ایک بنیادی اہمیت و مقام رکھتا ہے۔ابتداء میں علم اصول الفقہ اور قواعد ساتھ ساتھ چلتے رہے مگر پھر ایک طویل عرصہ یہ علم عدم توجہی کا شکار رہا اور اس کی جگہ فلسفہ اصول الفقہ نے لے لی۔ مگر عصر حاضر میں اس علم نے دوبارہ توجہ حاصل کی ہے اور اس پر مستقل کتب یہاں تک کہ انسائیکلوپیڈیاز بھی تحریر کیے گئے۔اس کے ساتھ ساتھ تدریسی دنیا میں یہ ا قاعدہ مادۃ کے داخل نصاب ہے۔ جس میں زیادہ تر قواعد کلیہ اور اس کے بعد متفرق قواعد و ضوابط فقہیہ پر توجہ دی جاتی ہے۔ مگر سب سے بڑی الجھن یہ ہے کہ قواعد و ضوابط فقہیہ کا تعلق علم اصول الفقہ سے ہے یا فقہ سے یا پھر دونوں سے ؟اور اگر اس کا تعلق فقہ سے ہے تو ضرورت اس امر کی ہے کہ مختلف میادین فقہ کے اہم ترین قواعد کا استقراء و تاصیل و ترتیب دی جائے

[1] Assistan Professor, Dawah Academy, International Islamic University Islamabad.
[2] Lecturer, Dawah Academy, International Islamic University Islamabad.

تاکہ ایک طالب علم کے علم الفقہ کے تمام میادین کا ٹھوس بنیادوں پر[3] تعارف احکامات کی شکل میں آسانی کے ساتھ سامنے آجائے اور اس کے بعد وہ ان میادین فقہ میں سے جس میں چاہیے اپنی علمی بختگی حاصل کرتا جائے۔

اس مقالہ میں فن قواعد وضوابط کے صحیح تصور، اس کی افادیت، اس کی حجیت، فقہ اسلامی میں اس کے اصل مقام اور عصر حاضر میں اس کے مؤثر منہج کے حوالے سے بحث کی جائے گی۔

اہم سوالات بحث:

اس مقالہ میں مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیئے جائیں گے ؟

1. علم القواعد والضوابط الفقہیہ کا تعلق فقہ اسلامی سے ہے یا اصول الفقہ سے ؟
2. قواعد فقہیہ کا اصل تصور فقہی کیا ہے ؟
3. یہ علم دیگر قریب المعنی اصطلاحات فقہیہ سے کیونکر مختلف ہے ؟
4. اس علم کی تدریس کی کیا افادیت ہے اور اس سے عصر حاضر میں کس منہج کے تحت پڑھنے پڑھانے سے کماحقہ فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے ؟

مقالہ مندرجہ ذیل ذیلی عنواوین پر مشتمل ہو ہے :

مقدمہ

فصل اول: اہم اصطلاحات کا تعارف اور علم القواعد والضوابط الفقہیہ کا ارتقاء

مطلبِ اول: اہم اصطلاحات کا تعارف

مطلبِ ثانی: علم القواعد والضوابط الفقہیہ کا ارتقاء

فصل ثانی: قواعد فقہیہ کی اقسام اور قواعد فقہیہ کی حجیت

مطلبِ اول: قواعد کلیہ اور قواعد غیر کلیہ

مطلبِ ثانی: میادین فقہ کے اعتبار سے قواعد فقہیہ کی تقسیم

مطلبِ ثالث: قواعد فقہیہ کی حجیت

اہم نتائج:

فصل اول: اہم اصطلاحات کا تعارف اور علم القواعد والضوابط الفقہیہ کا ارتقاء

مطلبِ اول: اہم اصطلاحات کا تعارف

فقہ اسلامی سے مراد

فقہ اسلامی سے مراد حکم شرعی کو دلیل تفصیلی سے جاننا ہے۔[4]

---

[4] ملاحظہ ہو: سعدالدین مسعود بن عمر التفتازانی، شرح التلویح علی التوضیح، (مکتبة صبيح بمصر) ج۱،ص۲۰

قاعدۃ فقہیہ سے مراد

قاعدہ فقہیہ ایسا حکم کلی یا اکثری ہے جو تمام یا اکثر ابواب فقہیہ پر صادق آتا ہے۔[5] یعنی ایسا حکم ہے جس کے ذیل میں آنے والے مسائل کا تعلق تمام ابواب فقہیہ سے یا اکثر ابواب فقہیہ سے ہوتا ہے۔ مثلا: الضرر یزال ایک ایسا ہم گیر نوعیت کا حکم کلی ہے جو تمام ابواب فقہیہ پر صادق آتا ہے، یعنی فقہ العبادات، فقہ الأسرۃ، فقہ الجنایات، الفقہ الدولی، الفقہ الدستوری، الفقہ المالی الغرض تمام شعبہ ہائے فقہ میں اس کی جزئیات موجود ہیں۔
اس کی مزید تصیل آگے آرہی ہے۔

ضابط فقہی

ضابط فقہی اس کلی یا اکثری حکم کا نام ہے جو ایک باب کے تمام یا اکثر مسائل پر صادق آتا ہے۔ مثلا: لا صلاة بدون طهارة۔ یہ ایک ضابط فقہی ہے جو ایک باب فقہی یعنی نماز سے متعلق مسائل پر صادق آتا ہے اور جس کا حاصل یہ ہے کہ کوئی نماز اس وقت تک درست نہیں قرار دی جاسکتی جب تک کہ اس کے لیے شرعی معیار کی پاکیزگی حاصل نہ کی جائے۔
اسی طرح لانكاح بدون شهادة ایک فقہی ضابط ہے جس کا تعلق باب انکاح سے ہے، جس کا مطلب ہے کہ کوئی بھی عقد نکاح اس وقت تک درست نہیں ہو سکتا جب تک کہ دو گواہ موجود نہ ہوں۔[6]

قاعدہ اصولیہ

وہ کلی حکم شرعی ہے جس کا تعلق اصول الفقہ سے ہو اور جو اپنی تمام جزئیات پر صادق آئے مثلا: الأمر بدون قرينة للوجوب یعنی صیغہ امر بغیر جب کسی قرینہ کے وجوب پر دلالت کرتا ہے۔ مثلا: اقيموا الصلاة کا مطلب ہے اے مؤمنو! نماز قائم کرو۔ یہاں امر وجوب کے لیے آیا ہے۔[7]
حکم شرعی: حکم شرعی اللہ تعالی کا خطاب ہے جس کا تعلق مکلفین کے افعال سے ہے اور جس میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا حکم دیا جاتا ہے، یا پھر کرنے یا نہ کرنے کے درمیان اختیار دیا جاتا ہے یا اس میں ایک چیز دوسری چیز کے لیے سبب یا شرط یا مانع بن رہی ہوتی ہے۔[8]

---

[5]۔ علامہ حموی کے الفاظ یہ ہیں: "حكم أكثري لا كلي، ينطبق على أكثر جزئياته لتعرف أحكامها" جبکہ سعد الدین تفتازانی کی عبارت کچھ اس طرح ہے: حكم كلي ينطبق على جزئياته لتعرف أحكامها منه؛ معاصرین میں سے محمد روکی کی تعریف کے الفاظ یہ ہیں: حكم كلي مستند إلى دليل شرعي، مصوغ صياغة تجريدية محكمة، منطبق على جزئياته على سبيل الاطراد أو الأغلبية. تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: شہاب الدین ابو عبداللہ یاقوت بن عبداللہ الحموی، غمز عيون البصائر في شرح الأشباه والنظائر، (دار الكتب العلمية، ۱۴۰۵ھ–۱۹۸۵م)، ج۱، ص۵۱؛ التفتازانی، شرح التلويح على التوضيح، ج۱، ص۳۴؛ محمد الروکی، نظرية التفقعيد الفقهي وأثرها في اختلاف الفقهاء، (مطبعة النجاح الجديدة–الرباط، ۱۴۴۴ھ)، ص۴۶

[6]۔ زین الدین بن ابراهیم بن محمد ابن نجیم الحنفی، الشباه والنظائر على مذهب أبي حنيفة النعمان، (دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان-۱۹۹۹م) ج۱، ص۱۳۷

[7]۔ ابو العباس شہاب الدین احمد بن ادریس بن عبد الرحمن المالکی القرافی، الفروق، (عالم الكتب)، ج۱، ص۲

[8]۔ حکم شرعی کی مزید تفصیل کے لیے دیکھئے: التفتازانی، شرح التلويح على التوضيح، ج۱، ص۲۲ اور اس کے مابعد صفحات۔

نظریات فقہیہ

نظریات فقہیہ کا تصور اسلامی قانون میں مغربی قانون سے آیا ہے اور معاصر فقہاء نے اسے اپنانے میں کوئی حرج ظاہر نہیں کی۔ نظریہ کا عام فہم معنی کسی تصور کو عمومی انداز میں بیان کرنا ہے۔ گویا ایک باب فقہی کا عمومی تصور، اس کے بنیادی ارکان اور خصوصیات اور اس کے اہم ترین احکامات کے مجموعہ کا نام نظریہ فقہیہ ہے۔ اس لیے بدائع الصنائع از علامہ کاسانی، فقہ حنفی میں نظریات فقہیہ کی بنیادی اور اولین کتاب شمار ہوتی ہے۔[9]

الأشباہ والنظائر

علم الأشباہ سے مراد وہ علم ہے جس میں ایک طرح کی دو یا زیادہ صورتیں ہوتی ہیں جن کا کبھی ایک ہی حکم ہوتا ہے اور کبھی مختلف حکم ہوتا ہے اور فقیہ کا کام وجہ مفارق تلاش کرنا ہوتا ہے۔ علم النظائر سے مراد وہ علم ہے جس میں دو یا دو سے زیادہ صورتوں میں کچھ مماثلت ہوتی ہے مگر ان کا حکم مختلف ہوتا ہے۔[10]

گویا علم الأشباہ والنظائر سے مراد وہ علم ہے جو ان دونوں کے بارے میں بحث کرتا ہے۔ فقہ اسلامی میں اس علم کی بڑی اہمیت ہے اور اسی علم کے بدولت علم القواعد والضوابط الفقہیہ پروان چڑھا، کیونکہ اس علم کے ذریعے ایک طرف تو ان صورتوں کا علم ہوتا ہے جن کا حکم ایک ہوتا ہے خواہ وہ صورتیں ایسی ہوں جن کا تعلق تمام ابواب فقہیہ سے ہو یا کسی ایک باب سے ہو۔ اور اس مشترک حکم کی دلیل مشترک ہوتی ہے۔ فقہ اسلامی کا طالب علم اس وقت تک کمال فقاہت تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ اسے علم الأشباہ والنظائر پر دسترس نہ ہو۔

یہ بالکل ایسے ہے جیسے جدید قانون میں Distinguishing Cases یا Precedents۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ کچھ کیسس کے درمیان اس طور پر مشابہت ہوتی ہے کہ ایک وکیل اس بات پر زور دے رہا ہوتا ہے کہ ان کے درمیان وجہ مماثلت اس قدر ہے کہ ممثل بہ کو بھی وہی حکم لاگو ہونا چاہیے جو ممثل لہ کا ہے، مگر جج دونوں کے درمیان وجہ فارق بتاتا ہے اور ایک حکم نہیں لگاتا۔ اسی طرح بعض اوقات وہ مماثلت ایسی ہوتی ہے کہ جج ممثل لہ پر بھی وہی حکم لگاتا ہے جو ممثل بہ کا تھا۔

بندہ کے خیال میں علم الأشباہ کا تعلق پہلی قسم اور علم النظائر کا تعلق دوسری قسم سے ہے۔

مطلب ثانی: علم القواعد والضوابط الفقہیہ کا ارتقاء

یہ علم اتنا ہی قدیم ہے جتنا علم الفقہ اور علم اصول الفقہ۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جب علم الفقہ نے ترقی کرنا شروع کی اور مذاہب فقہیہ وجود میں آئے تو ان کے اصول بھی منضبط ہونا شروع ہو گئے جس سے علم اصول الفقہ وجود میں آیا جس میں فقہ کے اصولوں کے ساتھ ساتھ فلسفہ اصول الفقہ بھی ساتھ ذکر کیا جاتا، چنانچہ اصول الفقہ کی کتب میں دونوں چیزیں شامل ہیں۔

قدیم حنفی اصولیین کسی بھی حکم کلی یا اکثری کو لفظ ''الأصل'' سے تعبیر کرتے ہیں اور اس سے ان کے ہاں قاعدۃ اصولیۃ، قاعدۃ فقہیۃ یا ضابطہ فقہیہ میں سے کوئی بھی مراد ہو سکتا تھا۔ چنانچہ قواعد کی سب سے بنیادی کتاب ''اصول الکرخی'' اور پھر علامہ دبوسی کی ''شرح تأسیس النظر'' میں لفظ ''الأصل'' ان تینوں مفاہیم میں استعمال ہوا ہے۔

9۔ الشیخ مصطفی احمد الزرقاء، المدخل الفقہي العام، (مطبعة تربين- دمشق، ۱۹۶۹ھ)، ج۱، ص۹۴۷

10۔ السیوطی، الأشباہ والنظائر، ج۱، ص۱۱

الأصل بمعنى القاعدة الأصولية

الأصل عند علمائنا الثلاثة أن الخبر المروي عن النبي صل الله عليه وسلم من طريق الآحاد مقدم على القياس الصحيح.[11]

الأصل بمعنى القاعدة الفقهية

الأصل أن ما ثبت باليقين لا يزول بالشك.12

الأصل بمعنى الضابط الفقهي

الأصل عند علمائنا رحمهم الله تعالى أن صلاة المقتدي متعلقة بصلاة الإمام. [13]

اس کے مقابلے میں جمہور اصولیین لفظ "القاعدة" استعمل کرتے ہیں اور اس سے قاعدہ اُصولیہ، قاعدہ فقہیہ اور ضابط فقہی مراد لیتے ہیں۔[14]

القاعدة بمعنى القاعدة الأصولية:

مثال کے طور پر علامہ ونشریسی اپنی کتاب "إيضاح المسالك إلى قواعد الإمام مالك" میں فرماتے ہیں:

القاعدة الخامسة عشرة: الأمر هل يقتضي التكرار أم لا؟[15]

القاعدة بمعنى القاعدة الفقهية

القاعدة الثامنة والمائة: الأصل بقاء ما كان على ما كان.[16]

القاعدة بمعنى الضابط الفقهي

القاعدة التاسعة والستون: النكاح من باب الأقوات، أو من باب التفكهات.؟[17]

مگر جوں جوں اس فن میں ترقی ہوتی گئی تو یہ تمام اصطلاحات اپنا خاص معنی پاتی گئیں۔ چنانچہ امام ابو بکر الجصاص (شاگرد امام کرخی) نے قاعدہ فقہیہ اور قاعدہ اصولیہ کے درمیان فرق کیا۔ جمہور اصولیین میں سے امام قرافی وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے قاعدہ فقہیہ اور قاعدہ اصولیہ کے درمیان فرق کیا۔ اور حنفیہ میں سے ابن نجیم نے قاعدہ اور ضابط کے درمیان فرق کیا۔ یہاں تک کہ مجلہ احکام عدلیہ لکھا گیا جس کے شروع میں فقہ حنفی کے ننانوے بنیادی قواعد فقہیہ کی فہرست فراہم کی گئی ہے۔

متاخرین میں سے ہم یہاں صرف ڈاکٹر احمد زحیلی کی تعریف ذکر کریں گے۔ وہ فرماتے ہیں:

---

[11]۔ عبداللہ بن عمر ابوزید الدبوسی، تاسيس النظر مع أصول الكر خي، (مكتبة الكليات الأزهرية –قاهرة)، ص۹۹

[12]۔ حوالہ سابقہ: ص۱٦۱

[13]۔ حوالہ سابقہ: ص۱۰۷

[14] Imaran Ahsan Khan Nyazi, Islamic Legal Maxims ‹Federal Law House – ‹First Addition 2015‹Pakistan, 15-40.

[15]۔ احمد بن یحیی الونشریسی، إيضاح المسالك إلى قواعد الإمام أبي عبد الله مالك، (مطبعة فضالة المحمدية - المغرب)، ۱۴۰۰ھ - ۱۰۸۰م، ص۷۹

[16]۔ حوالہ سابقہ، ص۳۸٦

[17]۔ حوالہ سابقہ، ص۱۱٦

القاعدة قضية كلية تدخل تحتها جزئيات كثيرة، وتحيط بالفروع والمسائل من الأبواب المتفرقة.[18] قاعدۃ ایک ایسا قضیہ کلیہ ہے جس کے تحت مختلف ابواب فقہیہ سے جزئیات، فروع اور مسائل آتے ہیں۔

اور تمام تر تفاصیل کا حاصل یہ ہے کہ قاعدۃ فقہیہ اس حکم کلی یا اکثری کو کہتے ہیں جس کے تحت مختلف ابواب فقہیۃ سے فروع و جزئیات آتی ہیں اور ان سب جزئیات کا ایک ہی حکم ہوتا ہے۔

فصل ثانی: قواعد فقہیہ کی اقسام، اس کی حجیت اور عصر حاضر میں اس کی افادیت

قواعد فقہیہ کی ماہرین فن نے مختلف حوالوں سے مختلف اقسام کی ہیں۔ مثلا قواعد کلیہ اور غیر کلیہ۔ قواعد کلیہ سے مراد قواعد فقہیہ کبری ہیں اور جو اس کے علاوہ ہیں وہ غیر کلیہ ہیں۔

قواعد فقہیہ خمسہ کبری

وہ پانچ ایسے قواعد ہیں جو تمام ابواب فقہی یعنی فقہ کی دو بنیادی اقسام فقہ العبادات اور فقہ المعاملات کے تحت آنے والے ابواب کو شامل ہیں اس لیے انہیں قواعد کلیۃ اور کبری کہا جاتا ہے۔ بعض حضرات نے ان میں کچھ اضافہ بھی کیا ہے مگر اہم صرف اس قول کا اعتبار کر رہے ہیں جسے تلقی بالقبول ملا ہے۔ یہ مندرجہ ذیل ہیں:

الأمور بمقاصدها

اليقين لا يزول بالشك

المشة تجلب التيسر

الضرر يزال

العادة محكمة[19]

قواعد فقہیہ کی دوسری تقسیم

قواعد فقہیہ کلیہ متفق علیہا اور قواعد فقہیہ مختلف فیہا

اس طرح ایک تقسیم قواعد متفق علیہا اور قواعد مختلف فیہا کے اعتبار سے ہے۔

قواعد فقہیہ کلیہ متفق علیہا

اس سے مراد وہ قواعد ہیں جو مذاہب أربعہ کے ہاں متفق علیہا ہیں۔

ہم ذیل میں اس قسم کے چند قواعد ذکر کریں گے۔

ما حرم أخذه حرم إعطاؤه[20]

18۔ محمد مصطفی الزحیلی، القواعد الفقهية وتطبيقاتها في المذاهب الأربعة، (دار الفكر- دمشق،۲۰۰۶م)، ص۲۲

19۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھئے: تاج الدین عبدالوهاب بن تقی الدین السبکی، الأشباه والنظائر، (دار الكتب العلمية ۱۴۱۱ھ- ۱۹۹۱م)، ج۱، ص۱۲؛ ابن نجیم نے اپنی کتاب الأشباه والنظائر میں قواعد کلیۃ میں لا ثواب إلا بالنية کا اضافہ کیا ہے۔ برائے ملاحظہ: ص۲۰

20۔ السیوطی، الأشباه والنظائر، ص۱۵۰

ما حرم فعله حرم طلبه[21]

قواعد فقہیہ مختلف فیہا

اس قسم سے مراد وہ قواعد ہیں جو مذاہب اربعہ کے درمیان مختلف فیہ ہیں۔ یعنی ان میں سے کوئی انہیں متدل بناتا ہے اور کوئی متدل نہیں بناتا۔ مثلاً:

الساقط لا يعود[22]

الغرم بالغنم[23]

یہ دونوں قواعد صرف حنفیہ کے ہاں قابل استدلال ہیں۔

اسی طرح بعض قواعد یا ضوابط ایسے بھی ہوئے ہیں جو کسی ایک ہی مذہب کے درمیان بھی مختلف فیہ ہوتے ہیں۔ بعض اس سے استدلال کرتے ہیں اور بعض نہیں کرتے۔

میادین فقہ کے اعتبار سے قواعد فقہیہ کی تقسیم

بعض معاصر باحثین اس طرف گئے ہیں کہ میادین فقہ کو سامنے رکھتے ہوئے قواعد وضوابط فقہیہ کی تقسم کی جائے۔

مثلاً ڈاکٹر صالح بن غانم سدلان کے نزدیک قواعد فقہیہ کے مجال حسب ذیل ہیں:

1. عبادات
2. معاملات
3. عائلی مسائل
4. سیاسہ شرعیہ
5. سزائیں
6. اخلاق وآداب
7. خارجی معاملات[24]

موجودہ دور میں فقہی اسلامی کو مختلف میادین میں تقسیم کر کے پڑھایا جاتا ہے۔ فقہ اسلامی کے بڑے بڑے میادین حسب ذیل ہیں:

1. فقہ العبادات یعنی اسلامی قانون برائے عبادات Islamic Worship Law
2. فقہ الأسرة/فقہ الأحوال الشخصیہ یعنی اسلامی عائلی قانون Muslim Personal Law
3. الفقہ المالي یعنی اسلام کا معاشی واقتصادی قانون Isalmic Commercial Law
4. الفقہ الجنائی/التشریع الجنائی الإسلامی یعنی اسلام کا قانون برائے جرم وسزا Isalmic Criminal Law

---

21۔ ابن نجیم، الأشباہ والنظائر، ۱۵۸؛ السیوطی، الأشباہ والنظائر، ص۳۳۴

22۔ ابن نجیم، الأشباہ والنظائر، ص۳۱۶

23۔ ابوالحسن علی بن ابی بکر بن عبدالجلیل المرغینانی، الهداية شرح بدية المبتدي، (دار احياء التراث العربي - بيروت)، ج۲، ص۲۹۳

24 صالح بن غانم السدلان، القواعد الفقهية الكبرى وما تفرع عنها، (دار بلنسية-رياض، ۱۴۱۷)، ص۳۲

5. الفقہ الدستوری یعنی اسلام کا دستوری قانون Islamic Constiturioanl Law

6. الفقہ الدولی یعنی اسلام کا بین الاقوامی قانون Islamic International Law

ذیل میں ہر میدان فقہ کے اہم ترین قواعد فقہیہ کی فہرست ذکر کی جائے گی۔

فقہ العبادات یعنی اسلامی قانون برائے عبادات کے اہم ترین قواعد فقہیہ

الأصل فى العبادات التوقيف[25]

الأصل في الأعيان الطهارة[26]

لا عبادة بدون طهارة

كل عبادة أمكن أداؤها بيقين لا يجوز الاجتهاد فيها[27]

أفعَال العبادةآكد من وقتها[28]

العبادات مبْناها على الاحْتِياطِ[29]

العبادة لا تقبل التجزي[30]

العبادات البدنية لا تجري فيها النيابة[31]

فقہ الأسرۃ/فقہ الأحوال الشخصیہ یعنی اسلامی عائلی قانون کے اہم قواعد فقہیہ

الأصل في الأبضاع التحريم[32]

الحرام لا يحرم الحلال[33]

المؤمنون على شروطهم[34]

25۔ صالح بن محمد بن حسن الاسمری، مجموعة الفوائد البهية على منظومة القواعد الفقهية، (دار الصميعي للنشر والتوزيع، ۱۴۲۰ ھ، ص۳۹

26۔ برائے ملاحظہ: الزرکشی، المنثور في القواعد، ج۲، ص۲۲۳

27۔ الزرکشی، المنثور في القواعد، ج۲، ص۲۷۳

28۔ احمد بن محمد بن احمد بن جعفر بن حمدان ابو الحسین القدوری، التجريد، (دار السلام للطباعة والنشر والتوزيع والترجمة، ۲۰۰۴م) ج۲، ص۹۱۱

29۔ محمد بن محمد، ابو حامد الغزالی، المستصفى، (دار الكتب العلمية – بيروت، ۱۴۱۳)، ص۱۹۸

30۔ ابو شجاع محمد بن علی بن شعیب ابن الدھان، قويم النظر في مسائل خلافية ذائعة، ونبذ مذهبية نافعة، (مكتبة الرشد- الرياض، ۱۴۲۲ھ–۲۰۰۱)، ج۲، ص۸۴

31۔ السرخسی، المبسوط، ج۴، ص۱۴۸؛ الکاسانی، بدائع الصنائع، ج۲، ص۴

32۔ ابن نجیم، الأشباه والنظائر، ج۱، ص۵۴

33۔ د. محمد مصطفى الزحیلی، القواعد الفقهية وتطبيقاتها في المذاهب الأربعة، (دار الفكر – دمشق، ۱۴۲۷ھ-۲۰۰۶م)، ج۲، ص۷۲۰

34۔ السرخسی، شرح السير الكبير، (دار الكتب العلمية ، بيروت – لبنان، ۱۴۱۷ھ–۱۹۹۷) ، ج۱، ص۶۳

إن حكم الحاكم لا يحل حراما ولا يحرم حلالا[35]

السلطان ولي من لا ولي لها[36]

الولاية الخاصة أقوى من العامة [37]

الفقہ المالي یعنی اسلام کے معاشی واقتصادی قانون کے اہم ترین قواعد

الأصل براءة الذمة[38]

الأصل في الأموال العصمة[39]

حقوق الآدميين مبنية على المشاحة والمضايقة[40]

العبرة في العقود للمقاصد والمباني لا للألفاظ والمباني [41]

المعروف عرفا كالمشروط شرطا[42]

الأصل في العقود الشرعية الصحة واللزوم[43]

للأكثر حكم الكل[44]

اليسير معفوعنه في كثير من الأحيان[45]

الخراج بالضمان[46]

الساقط لايعود[47]

لا يجوز التصرف من ملك الغير بدون إذن مالكه

35- *ابوالولید محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن رشد القرطبی الاندلسی*، بداية المجتهد ونهاية المقتصد، (مطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده، مصر،١٣٩٥ ھ ـ١٩٧٥م)،ج١،ص٤٦١

36- *السرخسی*،المبسوط،ج١٠،ص٢١٩،وعبارته: من لا يعرف له ولي فالإمام وليه.

37- *الزرکشی*،المنثور فی القواعد،ج٣،ص٣٤٥

38- *السیوطی*،الاشباه والنظائر،ص١٥٣

39- *القرافی*، الذخيرة،ج١٣،ص٢٠٤

40- *ابن عابدین*،رد المحتار،ج٦،ص٥٨٦

41- *الزیلعی*،تبیین الحقائق،ج٥،ص١٠٢

42- *ابن نجیم*،الأشباه والنظائر،ص٩٩

43- *السرخسی*،المبسوط،ج١٨،ص١٢٤

44- *حوالہ سابقہ*،ج٢،ص٥٤

45- *عبدالرحمن بن محمد بن احمد المقدسی الجماعیلی الحنبلی، ابوالفرج شمس الدین ابن قدامہ*،الشرح الكبير على متن المقنع،(دار الكتاب العربي للنشر والتوزيع)، ج٣،ص١٤١

46- *ابن سبکی*،الأشباه والنظائر،ج٢،ص٤١

47- *ابن نجیم*،الأشباه والنظائر، ص٢٧٢

تبدل الملك كتبدل الذات[48]

الفقہ الجنائی/التشریع الجنائی الإسلامی یعنی اسلام کے قانون برائے جرم وسزا کے اہم ترین قواعد فقہیہ

لا جريمة ولا عقوبة إلا بالنص[49]

الأصل في المتهم براءته[50]

أحكام أهل الإسلام تجري على أهل الذمة[51]

تصرف الإمام على الرعية منوط بالمصلحة[52]

العقوبات لا تقام إلا بالإمام أو نائبه[53]

العقوبات لا تثبت إلا بإقرار أو بشهادة[54]

إن الإمام أن يخطي في العفو خير من أن يخطي في العقوبة[55]

الفقہ الدستوری یعنی اسلام کے دستوری قانون کے اہم ترین قواعد فقہیہ

إن الحكم لله وولاة الأمور نواب ووكلاء وليسوا ملاكا[56]

الحل والعقد لأهل الشوكة مع أهلية الاجتهاد[57]

تصرف الإمام على الرعية منوط بالمصلحة [58]

الإمام ولي من لا ولي له [59]

طاعة الإمام فيما ليس بمعصية فرض[60]

48- اکمل الدین ابو عبداللہ ابن الشیخ شمس الدین ابن الشیخ جمال الدین الرومی البابرتی، العناية شرح الهداية،(دار الفكر-بيروت)،ج۹،ص۲۹۵

49- عبدالقادر عودہ، التشريع الجنائي الإسلامي مقارناً بالقانون الوضعي،(دار الكاتب العربي-بيروت)،ج۱،ص۱۱۸

50- محمد بن محمد المختار الشنقیطی، شرح زاد المستقنع،ج۵،ص۲۰۰

51- السیوطی،الأشباه والنظائر،ص۲۵۴؛ابن نجیم،الأشباه والنظائر،ص۳۲۵

52- ابن نجیم،الأشباه والنظائر،ص۱۰۴

53- السرخسی، المبسوط،ج۳۰،ص۱۴۹؛اور مبسوط کی عبارت یہ ہے:الحدود مفوّضة إلى الإمام.

54- ابراهیم بن عبداللہ الھمذانی ابن ابی الدم الحموی الشافعی، أدب القضاء،(وزارة الأوقاف – العراق،۱۴۰۴ھ-۱۹۸۴م)،ص۲۰۷

55- المرغینانی، الهداية،ج۲،ص۱۱۹

56- ملاحظہ ہو: تقی الدین ابو العباس احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام بن عبداللہ بن ابی القاسم بن محمد الحرانی الحنبلی ابن تیمیة، السياسة الشرعية،(وزارة الشئون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد - المملكة العربية السعودية)،ص۱۱

57- عبداللہ بن ابراہیم الطریقی،أهل الحل والعقد، صفاتهم ووظائفهم،(دار الفضيلة)،ص۲۷

58- حوالہ سابقہ

59- حوالہ سابقہ

60- برائے ملاحظہ:الکاسانی، بدائع الصنائع،ج۷،ص۱۴۰

حكم الحاكم يرفع الخلاف[61]

الشورى إنما تجري فيما يجوز فيه الاجتهاد[62]

الحمى جائز للأئمة في مصالح المسلمين[63]

الحقوق الموضوعة لدفع الضرر يستوي فيها المسلم والذمي المستأمن[64]

الفقہ الدولی یعنی اسلام کے بین الاقوامی قانون کے اہم قواعد فقہیہ

الأصل في الإنسان الحرية[65]

الدار دارین، دارالإسلام ودار الحرب

الأصل في العلاقات الدولية السلم[66]

كل ما يتقوى به على العدو مأمور بإعداده[67]

الأصل في المعاهدات الاستمرار[68]

تجري على الذمي أحكام المسلمين[69]

مبنى الأمان على التوسع[70]

فقہ اسلامی کو ان میادین فقہ کے تحت پڑھا اور پڑھایا جائے تو اس کی افادیت بہت زیادہ ہو سکتی ہے۔ اور اس کی عملی صورت میں مدخل کے طور پر تین بنیادی امور کو شامل نصاب کیا جانا ضروری ہے۔

میدان فقہ میں اہم ترین نظریات فقہیہ (اختصار کے ساتھ): مثلاً فقہ اسلامی میں تصور عبادت، فقہ اسلامی میں تصور نماز، فقہ اسلامی میں تصور زکاۃ، فقہ اسلامی میں تصور صوم اور فقہ اسلامی میں تصور حج۔۔الخ۔ ہر میدان فقہ میں مقاصد شریعہ کا تتبع اور اس کی رعایت: مثلاً فقہ اسلامی میں مقاصد عبادت، مقاصد نماز، مقاصد زکاۃ، مقاصد صوم، مقاصد حج۔۔۔الخ۔ ہر میدان فقہ کے قواعد عامۃ اور پھر اس کے تحت مختلف ابواب کے اہم ترین ضوابط: القواعد الفقهية العامة المتعلقة بفقه العبادات، الضوابط الفقهية المتعلقة بالطهارة، بالصلاة، بالزكاة، بالصوم وبالحج---الخ ـ القواعد الفقهية العامة المتعلقة بفقه العبادات۔ میں قاعدہ سے مراد وہ حکم کلی یا اکثری ہے جو فقہ العبادات کے تمام یا اکثر

61- السیوطی، الأشباه والنظائر ،ص۴۹۷

62- ابو عبداللہ محمد بن عمر بن الحسن بن الحسین التیمی الرازی، التفسير الكبير، (دار الكتب العلمية-بيروت ۲۰۰۰ء م)، ج۹، ص۲۵۵

63- محمد بن ادریس الشافعی، كتاب الأم، (دار المعرفة- بيروت، ۱۳۹۳ھ)، ج۴، ص۴۷

64- ابوالحسن الماوردی، الحاوی الکبیر، (دار الكتب العلمية- بيروت، ۱۹۹۹م)، ج۷، ص۳۰۲

65- الشربینی، مغني المحتاج، ج۲، ص۵۵۰

66- ابو زہرۃ، العلاقات الدولية في الإسلام، (دار الفكر العربي- مصر)، ص۵۰

67- برائے ملاحظہ: الخازن، لباب التأويل في معاني التنزيل (تفسیر الخازن)، ج۳، ص۴۶

68- ابو زکریا محی الدین یحیی بن شرف النووی، روضة الطالبين، (المكتب الإسلامي، -بيروت ۱۴۱۲ھ-۱۹۹۱م)، ج۳، ص۴۵۷

69- السیوطی، الأشباه والنظائر، ص۲۵۴

70- عبدالعزیز بن احمد بن محمد علاءالدین البخاری، كشف الأسرار شرح أصول البزدوي، ج۲، ص۵۴

ابواب کی جزئیات کو شامل ہو۔ مثلا: الٔامور بمقاصدھا یہ ایک ایسا قاعدہ کلیہ ہے جو فقہ العبادات کے تمام ابواب کو شامل ہے۔اسی طرح الیقین لا یزول بالشک بھی فقہ العبادات کے تمام ابواب کو شامل ہے۔

اور وقت کی ضرورت ہے کہ تمام میادین فقہ کے عمومی قواعد اور ضوابط کا استقراء کیا جائے تاکہ فقہ اسلامی کی ایک مجموعی تفہیم ابتدائی طالب علم کے لیے آسان ہو اور اس کے بعد وہ فقہ کی بڑی اور مفصل کتب با آسانی پڑھ اور سمجھ سکے۔

مگر اس امر میں یہ رعایت ضروری معلوم ہوتی ہے کہ ان تینوں موضوعات یعنی، نظریات فقہیہ، مقاصد الشریعۃ اور قواعد وضوابط فقہیہ میں بالعموم اور قواعد وضوابط فقہیہ میں بالخصوص حتی الامکان اختصار کیا جائے اور صرف قاعدہ، اس کی مشکل الفاظ کی مختصر لغوی واصطلاحی تشریح، صیاغہ قاعدہ، مفہوم قاعدہ، دلیل قاعدہ، اہم ترین فروعات اور اگر کوئی مستثنیات ہوں تو ان کو احاطہ تحریر میں لایا جائے۔

مطلب ثانی: قواعد فقہیہ اور ضوابط فقہیہ کی حجیت

ایک قاعدۃ فقہیہ یا ضابطہ فقہیہ بنیادی طور پر چونکہ حکم کلی یا اکثری ہوتا ہے جس کے تحت مختلف جزئیات فقہیہ آتی ہیں اس لیے جس طرح کسی خاص جزئی (مسئلہ) کے لیے کسی خاص دلیل کی ضرورت ہوتی ہے اور اگر دلیل قطعی ہو گئی تو حکم بھی قطعی طور پر ثابت ہو گا اس طرح اگر دلیل ظنی ہو گی تو حکم میں بھی ظن آئے گا، بعینہ اسی طرح قاعدہ فقہیہ اور ضابط فقہی کی حجیت اس کے اثبات کے دلیل پر منحصر ہو گی۔ جتنی دلیل مضبوط اتنا وہ قاعدہ یا ضابطہ مضبوط۔ پھر وہ قواعد جو متفق علیہا ہیں وہ زیادہ قابل اعتبار ہوں گے بنسبت مختلف فیہا کے۔

مطلب ثالث: قواعد فقہیہ اور ضوابط فقہیہ کی عصر حاضر میں افادیت

علم القواعد والضوابط لفقہیۃ اپنی جگہ بڑی افادیت کا حامل ہے۔ عمران احسن خان نیازی اپنی کتاب Islamic Legal Maxim میں اس علم کی اہمیت کے حوالے سے فرماتے ہیں:

> The relationship between the discipline of Usul al Fiqh and al Qawaid al Fiqhiyyah is like the relationship between the two arms of the humabody; they cooperate with each other to yield the rules of Fiqh.This vital relation has been kept concealted by separateing the two discilines and by severing the bond between them. Working with one hans is possible, but it reduces and considerably hampers the efficiency of the system.[71]
>
> ''علم اصول الفقہ اور قواعد فقہیہ ایک ہی جسم (فقہ) کے دو بازوں ہیں۔ یہ دونوں ملتے ہیں تو فقہی جزئیات کا حصول ممکن ہوتا ہے۔ان دونوں فنون کو الگ الگ کر کے اور ان کے درمیان دراڑیں ڈالنے کی وجہ سے ان دونوں کا باہمی رشتہ ختم کر دیا گیا ہے۔ایک ہاتھ سے کام کرنے ممکن ہے مگر اس کی وجہ سے پورے بدن کی فعالیت پر بڑا منفی اثر پڑ ہتا ہے۔''

فقہ اسلامی جس کا بنیادی مقصد مکلف چوبیس گھنٹے کی زندگی کو اس طور پر دیکھنا ہوتا ہے کہ اس پر کسی وقت شریعت کا کون سے حکم متوجہ ہے اور وہ اس کو کیسے ادا کر کے اپنے خالق کی رضا سمیٹے۔ ظاہر ہے کہ نصوص شرعیہ محدود اور مسائل مکلف غیر محدود ہیں، اسی طرح ہر مکلف کے لیے یہ ممکن نہیں کہ اس کے ذہن میں ہر وقت ایک ایک جزئی کا حکم مع دلیل تفصیلی موجود رہے۔ چنانچہ اس سے ایک طرف تو یہ عقلی اور فطری ضرورت سامنے آتی ہے کہ اس کے کچھ ماہرین کا ہونا ضروری ہے جو باقی عامۃ الناس کی اس ضمن میں راہنمائی کریں۔ جیسا کہ دیگر شعبہ ہائے زندگی میں ان کے ماہرین سے رابطہ اور

P: 1171

اس بابت ان کی بات کا ہی اعتبار کرنا ایک فطری مجبوری ہے۔ تو غیر محدود مسائل کو محدود ادلہ سے کیسے مستنبط کیا جائے اس کے لیے اصول کی ضرورت پیش آتی ہے تا کہ ان اصولوں کی بنیاد پر نئے مسائل دریافت کئے جائیں۔ اس لیے اصول الفقہ کی اہمیت اپنی جگہ یوں مسلم ہوئی اور اگر اصول کی رعایت نہیں کی جائے گی تو یہ نفس اور ہوا پرستی ہی ہو گی جسے قرآن کریم میں سختی سے منع فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد بار تعالیٰ ہے:

أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ---[72]

فقہ اسلامی کے ساتھ المیہ یہ ہوا ہے کہ موجودہ دور کے تقاضوں کے برعکس فقہ اسلامی میں جزئیات کی تخریج جزئیات سے زیادہ کی گئی ہے اور اصول الفقہ کی طرف توجہ کم بلکہ نہ ہونے کے برابر رہی اور زیادہ توجہ تتبع الرخص کے اصول پر دی گئی ہے۔

اسی طرح قواعد فقہیہ جو اس فقہ اسلامی کا دوسرا بازو ہے اسی طرف فقہی مزاج کے مطابق توجہ نہیں دی گئی اس لیے کما حقہ فائدہ نہیں اٹھایا جاسکا۔ ہماری مراد یہ ہے اگر عصر حاضر میں قواعد فقہیہ پر بے شمار کتابیں لکھی گئیں بلکہ انسائیکلوپیڈیاز[73] بھی معرض وجود میں آئے مگر میادین فقہ اور ابواب فقہیہ کی ترتیب سے قواعد فقہیہ مرتب نہیں کئے جاسکے جس سے ایک طرف تو بڑے بڑے میادین فقہ کے اہم ترین احکامات کلیہ سے بہت جلد آگاہی ہو جاتی تو دوسرے اس ان میادین فقہیہ کی خاص طبیعت سے بھی واقفی ممکن ہو پاتی۔ جو اس کے بغیر ناممکن ہے۔ اس لیے ابواب فقہیہ سے ہٹ کر حروف تہجی وغیرہ کے اعتبار سے قواعد فقہیہ اور ضوابط فقہیہ مرتب کرنا افادیت کے اعتبار سے شاید زیادہ اہمیت نہیں رکھتا۔

اس ضمن میں افادیت سے بھرپور کام علی أحمد الندوي کی کتاب "**موسوعة القواعد والضوابط الفقهية الحاكمة للمعاملات المالية في الفقه الإسلامي**" ہے جس میں متعلقہ میدان فقہ کے قواعد وضوابط کا استقراء واحصاء کیا گیا ہے۔

فقہ اسلامی میں قواعد وضوابط کا استقراء تاصیل اور ترتیب دیتے ہوئے جدید جزئیات کو ان میں شامل کیا جانا چاہئے اور اصول الفقہ کو فلسفہ اصول الفقہ و فلسفہ علم الکلام سے مجرد کر کے قواعد اصولیہ سے آراستہ کیا جائے۔ اور پھر اس کا زیادہ سے زیادہ اجراء کیا اور کروایا جائے۔

اہم نتائج:

1. متقدمین حنفی اصولیین کے ہاں قاعدہ، ضابط اور اصول کے لیے مشترک لفظ "الأصل" مستعمل ہے۔
2. متقدمین جمہور اصولیین کے ہاں ان تینوں اصطلاحات کے لیے مشترک لفظ "القاعدة" مستعمل ہے۔
3. متاخرین اور پھر معاصر اسکالرز نے ان کے درمیان فرق کیا ہے۔ اور اب یہ تینوں اصطلاحات اپنا ذاتی معنی لی ہوئی ہیں۔
4. قاعدہ فقہیہ، ضابط فقہی اور علم الأشباہ والنظائر کا تعلق علم الفقہ اور قاعدہ اصولیہ کا تعلق علم اصول الفقہ سے ہے۔
5. قاعدہ فقہیہ اور ضابط فقہی کی حجیت کا انحصار اس کے اثبات کے لیے فراہم کی گئی دلیل کی حجیت پر ہے۔ اگر دلیل قطعی ہو تو حکم بھی قطعی ہو گا چاہے اس کا تعلق تمام یا اکثر ابواب فقہیہ کی جزئیات سے ہو یا کسی خاص باب کی جزئیات سے۔
6. عصر حاضر میں میادین فقہ کے اعتبار سے مطالعہ اور نصاب سازی کی ضرورت ہے۔ تا کہ کسی بھی میدانِ فقہ کے حوالے سے اہم ترین احکامات کا عمومی علم طالب علم کو حاصل ہو جائے اور فقہ میں مزید دسترس و پختگی کی طرف اس کا سفر واضح اور خوش نما ہو۔

72۔ القرآن ۴۵:۲۳

73۔ مثلا: صدقی بورنو، موسوعة القواعد الفقهيّة، (مؤسسة الرسالة–بيروت، ۱۴۲۴ھ-۲۰۰۳م)